"صد سالہ عرسِ رضوی" کے موقع پر امام اہلِ سنت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت

چہل حدیث

تصنیفِ لطیف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ

مفتی محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

حسبِ ارشاد

حضور صاحبِ سجادہ حضرت مولانا الحاج **محمد سبحان رضا خان** عرف سبحانی میاں مدظلہ العالی

تخریج، ترجمہ، تقدیم، ترتیبِ جدید اور اضافۂ متنِ حدیث

محمد سلیم بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ناشر: مفسرِ اعظم ہند اکیڈمی، منظرِ اسلام بریلی شریف

تقدیم

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ، اربعین نویسی کا اجمالی تعارف، حدیث اربعین کی تخریج، فنی واسنادی حیثیت، چند مشہور اربعینات اور مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'' کے تعارف کا اجمالی خاکہ

از: محمد سلیم بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

رسول اور احادیث رسول کی تشریعی حیثیت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وہ نیست کو ہست بنائے، عالم امکان کو ''وجودی قبا'' زیب تن کرائے اور کائنات کی تخلیق فرمائے تو اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے آقا، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ انہیں ''خلیفۂ اول'' اور ''نائب مطلق'' کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ انہیں اپنا محبوب، ''عالم امکاں کا شاہ'' اور ''خلق کا آقا'' بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا میں آپ کو سارے انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا۔

سر زمین مکہ پر اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کو ایک ''جامع منشور''، بے مثل و بے مثال ''دستور'' اور زندگی کے ہر شعبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ایسا کامل واکمل ''قانون'' بھی عطا فرمایا کہ جو ایک طرف تو کامیابی و کامرانی والی ''وسطی شاہراہ'' کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ہر طرح کی روحانی و جسمانی، اور ذہنی و قلبی شفا بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ وہی دستور و آئین ہے جسے ''کلام الٰہی''، فرقان مجید، قرآن کریم اور کتاب اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا ایسا کلام ہے کہ جس کے

''مخاطب'' ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ظاہر ہے کہ متکلم کے کلام کے معانی و مفاہیم، رموز و اسرار، اشارات و مجملات، منشاء و مقتضیات اور اس کی حقیقی مراد ''مخاطب'' کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔اپنے کلام کے مجملات کی تفصیل، عام کی تخصیص، اطلاق کی تقیید، مشروط کی شرط، حکم منزل و موجود کا رفع و نسخ، کلیات، اصول کے جزئیات، کیفیات، احکام کے مکمل خدوخال، اوامر و نواہی کی مکمل کیفیات، معانی و مفاہیم کی تعیین، اس کی مراد کی تشریح و تفسیر اور اس کی توضیح و تبیین متکلم اپنے مخاطب ہی کو بتاتا ہے۔

وحی متلو اور وحی غیر متلو:۔

اصول و کلیات اور امثال و قصص وغیرہ کی صورت میں، فرشتہ کے واسطہ، لوح محفوظ سے براہ آسمان دنیا اللہ رب العزت کی جانب سے جو کلام الٰہی نازل ہوا اسے ''وحی متلو'' اور ''کتاب اللہ'' کہتے ہیں۔من جانب اللہ، قلب رسول پر القا ہونے والے معانی و مفاہیم اور مضامین پر دلالت کرنے والے جو لعل و گہر آقا کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بصورت کلام جاری ہوئے، انہیں ''وحی غیر متلو'' کے نام سے جانا گیا لیکن اگر اس ''وحی غیر متلو'' کو آقا نے ''اللہ رب العزت'' کی جانب منسوب کر کے بیان کیا ہو تو اسے ''حدیث قدسی'' اور اللہ کی جانب اسناد کے بغیر یہ کلام فرمایا ہو تو اسے ''حدیث رسول'' کے نام سے جانا گیا۔

قرآن کریم کے معانی و مفاہیم بھی اللہ کے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات اور نظم قرآنی بھی اللہ ہی کی جانب سے آئی ہے۔ایک کو کلامِ نفسی اور

دوسرے کو کلام لفظی کہتے ہیں۔کلام نفسی اللہ رب العزت کی صفت ازلی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث ومخلوق ہے۔اس کے برخلاف حدیث رسول کے معانی و مفاہیم اگرچہ اللہ کی جانب سے القا فرمائے گئے مگر معانی و مفاہیم پر دلالت کرنے والے الفاظ وعبارات ہمارے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔لہذا آقا کریم ﷺ نے جو فرمایا، جو کیا، یا جسے برقرار رکھا وہ سب حکم الٰہی، منشائے خداوندی، وحی ربانی اور القائے خداوندی سے کیا۔قرآن کریم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

"وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ"

(سورۂ نجم آیت ۳،۴ پارہ ۲۷)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی۔

(کنزالایمان)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی مفہوم کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا فرماتے ہیں ۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

حکمت کا مفہوم:۔

جہاں آقا کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام الٰہی، کتاب ربانی، قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت بھی فرماتے، صحابہ کو پڑھنا بھی سکھاتے وہیں اس کے رموز واسرار، ''مرادِ الٰہی'' کی تشریح وتوضیح اور تبیین وتعیین کے لئے اپنی زبان اقدس سے ''حکمت'' کے موتیوں کی ''بارانِ رحمت'' بھی فرماتے۔لہذا کتاب ومتن

کو ''قرآن''اور شرح وحکمت کو ''حدیث'' کہا گیا۔ پتہ چلا کہ احادیث کریمہ کی عبارات اوراس کے الفاظ اگرچہ رسول کے ہیں مگران کے مطالب ومعارف یہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں جنہیں قرآنی زبان میں ''حکمت'' سے تعبیر فرمایا گیا۔قرآن کریم میں ہے کہ:

"و انزل الله علیك الكتٰب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله علیك عظیماً"۔

(سورۂ نساء آیت: ۱۱۳/ پارہ۵/ رکوع:۱٤)

ترجمہ:۔اوراللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اوراللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

" واذكرن ما يتلى عليكن فى بيوتكن من اٰيت الله و الحكمة"

(سورۂ احزاب آیت/ ۳٤/ پارہ ۲۲/ رکوع:۱)

ترجمہ:اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

احادیث کریمہ کی صورت میں یہ حکمت بھی اللہ ہی کی جانب سے عطا فرمائی گئی تھی اس کی تصریح ابوداؤد شریف کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے:

"الا انی اوتیت القرآن و مثله معه " (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اوراس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔

اس حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ اللہ کی جانب سے قرآن کریم کی

صورت میں ''وحی متلو'' بھی نازل فرمائی گئی تھی اور احادیث کریمہ کی صورت میں ''وحی غیر متلو'' بھی۔ جسے آقا نے " مثله معه " سے تعبیر فرمایا۔

ان دونوں آیتوں اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث پاک میں حکمت سے مراد احادیث کریمہ اور اقوال رسول کے وہی معانی و مفاہیم ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کئے جاتے اور کتاب اللہ کے علاوہ احادیث کریمہ کے یہ معانی و مفاہیم قرآن عظیم کی تشریح کے لئے اتارے جاتے۔ اسی وجہ سے کتاب کا ذکر الگ اور حکمت کا ذکر الگ کیا گیا۔ جہاں کتاب اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا وہیں حکمت نامی ان احادیث رسول کو بھی یاد کرنے کا حکم جاری فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ پر عمل ضروری ہے اسی طرح احادیث کریمہ پر بھی عمل پیرا رہنا لازمی اور واجبی امر ہے۔

رسول بحیثیت شارحِ قرآن:۔

ہمارے نبی ﷺ قرآن کریم کے جہاں ''معلم'' ہیں وہیں ''شارح اور مبین'' بھی ہیں۔ قرآن کریم کو بغیر نبی ﷺ کے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے احادیث کریمہ کی مدد حاصل کرنا ایک لازمی اور واجبی امر ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح احادیث کریمہ کو ماننا، تسلیم کرنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ''دستور کامل'' بنانا لازم و ضروری ہے۔ اگرچہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ''روشن بیان'' ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

''تبیانا لکل شئ ''یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو لیکن ان تمام روشن بیانوں کو آقا کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ اسی لیے قرآن کریم کے مجملات اور اس کے نصوص کے محمل و مراد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہمیں آقا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ہمارے آقا کی اس حیثیت و اہمیت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

''وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیهم''

ترجمہ:- اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

احادیث کریمہ اور اقوال رسول کی اسی دینی و مذہبی حیثیت کو بتانے کے لئے قرآن کریم میں بہت سی آیتیں نازل فرمائی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله ۔

(النساء آیت ۸۰)

ترجمہ:۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔

(النساء آیت ٦٤)

ترجمہ:۔ ہم نے رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

٣۔فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فی انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما۔

(النساء آیت ٦٥)

ترجمہ:۔تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جبتک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

٤۔ وماكان لمومن و لا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم. ومن يعص الله و رسوله فقد ضل ضلا لا مبينا۔

(الاحزاب آیت ٣٦)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہونچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(کنزالایمان)

رسول بحیثیت شارع اسلام:۔

ہمارے آقا ﷺ قرآن کریم کے صرف معلم وشارح ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں "تشریعی" اختیارات عطا فرما کر دین کا ''شارع'' بھی بنایا ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"وما آتاكم الرسول فخذوه ج وما نهٰكم عنه فانتهوا ج "۔

(حشر: آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنزالایمان)

"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی"

(آل عمران: آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنزالایمان)

"لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة"۔

(احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

"ويحل لهم الطيبٰت ويحرم عليهم الخبٰئث"

(اعراف: آیت ۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنزالایمان)

خود آقا ﷺ نے اپنے عمل کی پیروی کرنے کا یوں حکم دیا:

صلو كما رأيتمونی اصلی۔

(مسلم شریف)

ترجمہ:۔ جیسے میں نماز پڑھوں ایسے ہی تم پڑھو۔

حدیث کی حجیّت:۔

واضح ہوا کہ ہمارے آقا، قرآن کریم کے ایسے مبین اور شارح ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے "تشریعی" اختیارات کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی تشریح، توضیح، تبیین، تفسیر، مجمل کی تفصیل، مراد کی تعیین، مبہم کی تبیین، مقید کے اطلاق اور مطلق کی تقیید کے بغیر احکام الٰہیہ کا فہم وادراک ناممکن اور شریعت اسلامیہ پر عمل محال ہے۔ اس طرح محال ہے کہ احادیث رسول کے بغیر خدائی احکام اور ربانی اوامر ونواہی پر عمل کیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ بہت سے دینی احکام وہ ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور نہیں مگر وہ دین کا حصہ ہیں۔ شریعت انہیں ''واجب الاعتقاد'' اور ''واجب العمل'' قرار دیتی ہے۔ کیونکہ وہ وحی متلو تو نہیں مگر وحی غیر متلو اور حکمت کا حصہ ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ''صلوٰۃ''، ''زکوٰۃ''، ''تیمّم''، ''حج'' اور ''عمرہ'' جیسے یہ الفاظ ''عربی زبان'' کے ہیں مگر ان کا ''لغوی معنیٰ'' کچھ اور ہے اور شرعی کچھ اور۔ ان کے ان مخصوص شرعی معانی کی تعیین کس نے کی؟ ظاہر سی بات ہے کہ ان الفاظ کے یہ مخصوص معانی ہمیں رسول ہی کی جانب سے ملے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوتیں تو ان کے یہ مخصوص معانی ہمیں کیسے میسر ہوتے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے قیام، رکوع، سجدے کی یہ مخصوص ہیئت مراد ہے؟ اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز کی اس پوری ''ہیئت کذائیہ'' کی معرفت ہمیں قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ وغیرہ کی مکمل تفصیلات اور یہ معروف طریقہ ہمیں قرآن

نے نہیں بلکہ حدیث نے سکھایا ہے۔ نیز خود قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیتیں ہیں کہ جن کے معانی و مفاہیم ان کے پس منظر اور ان کے شان نزول کے بغیر سمجھنا ناممکن ہیں۔ تو ان آیات کے شان نزول اور ان کے پس منظر کی بھی معرفت ہمیں احادیث کریمہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوں تو قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک ''چیستاں'' بن کر رہ جائے گا۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب قرار دی گئیں۔ احادیث کریمہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا لازمی جزء بنا دیا گیا۔ جس طرح قرآن کریم دین و مذہب کی اساس، شریعت اسلامیہ کا مصدر، منبع و سرچشمہ، دلیل شرعی، واجب العمل اور واجب الاعتقاد ہے اسی طرح احادیث کریمہ بھی مذہب اسلام کی اساس و بنیاد، شریعت اسلامیہ کا مصدر، دلیل شرعی، منبع و سرچشمہ، واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہیں۔

احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے جذبہ واہتمام کے اسباب

صحابہ کرام جس طرح قرآن کریم کی جمع وتدوین، حفظ و کتابت، حفاظت و صیانت اور اس کے ادب واحترام میں کوشاں رہتے، دلچسپی رکھتے اور جد و جہد کرتے اسی طرح وہ احادیث کریمہ کو جمع کرنے، انہیں یاد کرنے، انہیں مرتب و مدون کرنے، انہیں لکھنے، ان کی ترویج واشاعت کرنے، ان کی افہام وتفہیم، درس وتدریس اور نو پید مسائل میں ان سے استناد واستشہاد کے سلسلہ میں نہایت جد و جہد کرتے، کوشاں

رہتے، جانفشانی کرتے، ہر کام سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیتے۔ خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ ایک دوسرے سے احادیث کریمہ کا دورہ و مذاکرہ کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے اور ان کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔

مثال کے طور پر حضرت جابر کہ جنہیں بے شمار احادیث کریمہ یاد تھیں۔ آج ہمارے پاس ان کی مرویات ایک ہزار پانچ سو چالیس ہیں۔ اس کے باوجود انہیں معلوم ہوا کہ ایک دور دراز کے خطہ میں کسی صاحب کے پاس ایک حدیث رسول ہے تو اس کی تحصیل کے لئے انہوں نے ایک مہینہ کی مسافت طے کی۔ اس طرح کی بہت سی مثالے ملتی ہیں۔

عہدِ صحابہ میں حفظ حدیث:

احادیث کریمہ کو یاد رکھنے، ان کو جمع کرنے، ان کی ترویج و اشاعت اور ان کی تبلیغ و ترسیل میں صحابہ کرام کے شوق، جذبہ، ولولہ اور اہتمام و انتظام کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے حدیثیں سنتے۔ آپ کے مجلس سے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک دفعہ ایک آدمی ساری حدیثیں بیان کرتا، پھر دوسرا پھر تیسرا۔ کبھی کبھی تو ساٹھ ساٹھ آدمی ہماری محفل میں ہوتے اور سب باری باری ایک ایک کر کے یہ حدیثیں بیان کرتے۔ اس طرح دورہ کرنے کے بعد جب ہم مجلس

سے اٹھتے تو یہ احادیث کریمہ ہمیں اس طرح یاد ہوتیں گویا کہ انہیں ہمارے دلوں میں جاگزیں کردیا گیا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد ا رصفحہ ۱۶۱ مفہوما)

☆اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی بیان ہے کہ ہم فرض نمازوں کے بعد عہد نبوی میں مسجد میں بیٹھ جاتے پھر قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا دورہ کرتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ا صفحہ ۹۴ مفہوما)

☆ حضرت ابو سعید خدری کا بھی بیان اسی سے ملتا جلتا ہے کہ صحابہ کرام جب بھی کہیں آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا محور و موضوع اللہ کے رسول کی حادیث کریمہ ہوتیں یا قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت کرتے یا تلاوت سنتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ا۔ صفحہ ۹۴ رمفہوما)

اس طرح کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث کریمہ کو پڑھنے، پڑھانے، یاد کرنے، یاد کرانے، محفوظ رکھنے اور محفوظ کرانے میں صحابہ کرام غیر معمولی دلچسپی اور بے مثال جذبہ ولگن رکھتے تھے۔

عہد صحابہ میں کتابت حدیث:

صحابۂ کرام احادیث کریمہ کو صرف زبانی ہی یاد نہیں کرتے بلکہ لکھ کر بھی اپنے پاس انہیں محفوظ رکھتے۔ خود بھی یہ کام کرتے اور دوسروں سے بھی اس کام کی تلقین کرتے۔ کتابت حدیث بھی کرتے اور حفظ حدیث بھی۔ چند مثالیں مندرجہ ہیں:

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے حلقہ درس میں آقا کے ارشادات لکھ رہے تھے۔ (مقدمہ فیض الباری)

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے حقوق انسانی کے تعلق سے جو بے مثال اور تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس کو ایک یمنی شخص نے تحریری شکل میں عطا کرنے کی گزارش کی تو آپ نے ابوشاہ نامی ان صاحب کو حقوق انسانی پر مشتمل وہ خطبہ لکھ کر دینے کا صحابہ کرام کو حکم دیا۔ (مقدمہ نزہۃ القاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے حدیث لکھنے کی اجازت خود آقا کریم ﷺ سے حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے یہ حدیثیں ایک مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ''صادقہ'' رکھا تھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

(بخاری جلد دوم۔ اصابہ حرف العین۔)

☆ ابوداؤد میں ہے کہ آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسائل زکوٰۃ سے متعلق جملہ احادیث کریمہ یکجا طور پر قلم بند کروادی تھیں۔ جس کا نام ''کتاب الصدقہ'' تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں اسے نافذ فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۷)

☆ نبی کریم ﷺ نے احادیث کریمہ کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس حضرت عمرو بن حزم کی وساطت سے ارسال فرمایا تھا۔

(نسائی جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔ مؤطا امام محمد)

☆ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں

درج ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیثوں کو ان کے شاگردوں نے تحریری شکل میں جمع کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایات کو حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

☆ حضرت جابر کی حدیثوں کو قتادہ نے تحریری شکل میں محفوظ کیا تھا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویات کو حضرت عروہ نے تحریری شکل میں نقل کیا تھا۔

☆ حضرت انس نے اپنے بیٹے سے احادیث کریمہ نقل فرمائیں۔

(مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۵۲۔ الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۲۲ مطبوعہ بیروت، تدریب الراوی صفحہ ۷۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مفہوما واختصاراً)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ ہی میں احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ان احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی صورت اگرچہ اس طرح نہیں تھی جیسی ہمارے زمانے میں پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی مخصوص موضوع کے اعتبار سے ترتیب نہیں تھی۔ نہ ہی اس وقت سند کے ساتھ نقل و روایت کا چلن تھا۔ نہ ہی اس کی اس وقت ضرورت تھی۔ بلکہ بغیر کسی ترتیب کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ:۔

عہد تبع تابعین میں باقاعدہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ

میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں نہایت ہی تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں اس بے مثال کام کے لئے معتمد اور مستند ائمہ وعلما کا ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے سارے اسلامی خطوں میں فرمان جاری کئے۔ اس کام کے لئے ذمہ دار لوگوں کو ہر علاقہ اور ہر خطہ میں بھیجا گیا۔ ہر علاقے کے گورنروں اور امراء و حکام کو احکام جاری کئے گئے کہ جہاں جہاں احادیث کریمہ کے مجموعے تحریری شکل میں ہوں تو انہیں ارسال کیا جائے اور اگر لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہوں تو ان سے نقل کیا جائے۔

اس طرح احادیث کریمہ کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔ پھر ابن شہاب زہری نے ان احادیث کریمہ کو مرتب، منظّم، منضبط اور مدون کرنے کا کام شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی ابن شہاب زہری ہی نے ان تمام احادیث کریمہ کو پہلی بار ان کی اسناد کے ساتھ مدون کرنے کا التزام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری ہی کو ''علم اسناد'' کا ''واضع'' اور بانی قرار دیا گیا۔

احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین:۔

حضرت ابن شہاب زہری کے بعد ان کے قابل افتخار شاگردوں نے اس کام میں مزید نئے نئے آفاق تلاش کئے۔ اس میں بے مثال اضافے کئے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے شاگرد رشید حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے احادیث کریمہ کوابواب کی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے اس حسین گلدستہ کا نام ''موطا'' رکھا جسے ہم موطا امام مالک کے نام سے جانتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ''کتاب الآثار'' بھی اسی دور کی عظیم یادگار ہے۔ ابو الولید (م ۱۵۱ھ) کی سنن۔ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کی جامع، ابوسلمہ (م ۱۶۷ھ) کی مصنف، ابوسفیان (م ۱۹۷ھ) کی جامع، عبداللہ ابن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی اربعین جیسے احادیث کریمہ کے ''رنگارنگ گلدستے'' اسی دوسری صدی ہجری کی عظیم یادگاریں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کے میدان میں بے مثال وسعت اور تنوع پیدا ہوگیا۔ ''گلستانِ حدیث'' میں متعدد قسم کے ''خوشنما پھول'' کھلنے لگے۔ متعدد اقسام اور مختلف رنگ وبو کے ''بیل بوٹوں'' سے یہ ''گلستان حدیث'' سرسبز وشاداب ہوگیا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کی کتاب الام، احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کی مسند، امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی جامع صحیح، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی جامع صحیح۔ ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) کی سنن، ترمذی کی (م ۲۸۹ھ) جامع، ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کی سنن جیسے احادیث کریمہ کے یہ خوشنما، معطر اور ''خوش رنگ گلدستے'' اسی تیسری صدی ہجری کی ایسی یادگاریں ہیں کہ جن سے امت مسلمہ آج بھی اپنے ایمانی وعرفانی ''گلشن'' کو تروتازگی اور جلا بخش رہی ہے۔

احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کی اس تاریخ میں احادیث کریمہ کے جو حسین ودلربا گلدستے وجود میں آئے انہیں مندرجہ ذیل ناموں سے ''تاریخ علم حدیث'' نے

اپنے اوراق میں محفوظ کرر کھا ہے۔

(۱) جامع (۲) سنن (۳) مسند (۴) معجم (۵) جز (۶) مفرد (۷) غریبہ (۸) مستدرک (۹) مستخرج (۱۰) رسالہ (۱۱) اربعین (۱۲) امالی (۱۳) اطراف۔

احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف:۔

جامع: جامع وہ کتاب ہے جس میں مندرجہ ذیل یہ آٹھ مضامین ہوں۔

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) اشراط و علامات قیامت۔ جیسے بخاری، مسلم، ترمذی۔

سنن: سنن اس کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احکام سے متعلق احادیث ہوں۔ جیسے سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

مسند: مسند احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم: معجم احادیث کریمہ کے اس گلدستہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔ جیسے معجم صغیر۔

جزء: جزء احادیث کریمہ کا وہ یک رنگی گلدستہ ہے کہ جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث کریمہ مذکور ہوں۔ جیسے "جزء قراء ت"

مفرد: مفرد احادیث کریمہ کے اس حسین گلدستے کو کہتے ہیں کہ جس میں صرف ایک شیخ کی مرویات جمع ہوں۔ جیسے مفرد ابو راغب۔

غریبہ: غریب، احادیث کریمہ کا وہ مجموعہ ہوتا ہے۔جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

مستدرک: مستدرک حدیثوں کے اس مجموعہ کا نام ہے کہ جس میں ان احادیث کودرج کیا جائے جو کسی مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین۔

مستخرج: مستخرج حدیث پاک کے اس صحیفہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے۔جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

رسالہ: رسالہ حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: اربعین احادیث کریمہ کا وہ خوشنما گلدستہ ہے کہ جس میں چالیس احادیث ہوں۔جیسے اربعین نووی۔

امالی: امالی حدیث کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں۔جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: اطراف حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس اور اطراف المزیٔ۔

احادیث کریمہ کی جمع وتدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب:

ہر دور میں احادیث کریمہ کی نشر واشاعت، جمع وتدوین اور زمانہ کے خرد برد سے ان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس دور کے علما، صلحا، ائمہ، اہل نظر وفکر اور اہل فکر و دانش نے بے مثال خدمات بھی انجام دی ہیں اور ناقابل فراموش اہتمام، انتظام، شوق، جذبہ اور لگن کا ثبوت بھی پیش فرمایا ہے۔جس کے نتیجہ میں اس میدان کے اندر مختلف طریقوں کی جدت طرازیاں بھی پیدا ہوتی چلی گئیں پھر تو علم حدیث سے متعلق بہت سے علوم وفنون نے جنم لے لیا۔ موضوع وعناوین کا انتخاب ہوا۔ التزامی صورتیں بھی اختیار کی گئیں۔ مختلف خوشنما رنگوں سے اس کے خاکہ میں رنگ بھی بھرے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس احادیث کریمہ کا یہ عظیم ذخیرہ اتنے خوشنما انداز میں موجود ہے۔ احادیث کریمہ کی اس خدمت اور اس لگن کا ایک بنیادی سبب تو وہی ہے جس کا ذکر ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ہوا کہ یہ احادیث کریمہ دین کی اساس، مذہب کا سرچشمہ اور شریعت اسلامیہ کا مصدر ومنبع ہیں جن کے بغیر دین و مذہب اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ احادیث کریمہ کی اسی واقعی حیثیت کے مدنظر ہر دور میں ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی ترویج واشاعت کرنے کا بے مثال جذبہ اپنی عملی شکل میں پایا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ان احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل کے اس عظیم جذبہ کے پیدا ہونے کے پیچھے آقا کریم ﷺ کے ان ''مبشرات''، ''خوشخبریاں'' اور ''نوید جانفزاں'' کا بھی بنیادی اور اہم کردار ہے کہ جو احادیث کریمہ کے ذخیرہ میں ہمیں مختلف انداز میں ملتی ہیں۔ چنانچہ احادیث کریمہ کو دوسروں تک پہونچانے کے

سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں کو سننے، یاد رکھنے اور انہیں دوسروں تک پہونچانے کی یوں تلقین فرمائی۔

(۱) "اللھم ارحم خلفائی! قلنا: یا رسول اللہ! من خلفائك؟ قال الذین یاتوا من بعدی یرون احادیثی و یعلمونھا الناس۔ نضر اللہ امرا سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ غیرہ۔

(ابو داؤد کتاب العلم جلد۲ صفحہ ۱۲٦۔ ترمذی کتاب العلم جلد۲ صفحہ ۹۰)

ترجمہ:۔ اے اللہ! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت تروتازہ اور سرسبز وشاداب رکھے کہ جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تاکہ دوسرے تک اسے پہنچائے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) بلغوا عنی ولو آیۃ و من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

(بخاری صفحہ ٤۹۱/ جلد۱)

ترجمہ:۔ میری ہر حدیث دوسروں تک پہونچاؤ اگرچہ وہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو

اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

(۳) حدثوا عنی بما تسمعون ولا تقولوا الاحقا و من کذب علی بنی له بیتا فی جهنم یوقع فیه.(طبرانی)

ترجمہ:۔ مجھ سے جو کچھ بھی سنو اسے روایت کرو مگر ہمیشہ سچ کہنا جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں وہ جائے گا۔

(٤) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتٰب الله و سنتی. فمن حفظ شیئا فلیحدث.(مستدرك)

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ (۲) اپنی حدیث۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ جو میری حدیثوں کو یاد کرے تو انہیں دوسروں سے روایت بھی کرے۔

آقا ﷺ کے انہیں ارشادات کا یہ کمال تھا کہ صحابہ کرام اور بعد کے علما و ائمہ میں حدیثیں سننے، جمع کرنے اور علم حدیث کے ''دبستاں'' میں نئے نئے ''خوش رنگ'' و ''دلکش'' پودے لگانے کا ایسا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ جی جان سے احادیث سننے، انہیں یاد رکھنے اور ان کی اشاعت میں لگے رہتے۔

اربعین نویسی

علم حدیث کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرنے، اس جانب شوق دلانے، اس کی ترغیب دینے، اس سلسلہ میں بے مثال جذبہ پیدا کرنے اور اس عظیم کام کو سرانجام دینے پر ابھارنے والی احادیث کریمہ میں ایک حدیث پاک وہ بھی ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے ''چالیس حدیثوں'' کو امت تک پہنچانے پر عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابودرداء کی حدیث مندرجہ ذیل ہے:

"عن ابی الدرداء قال: سئل رسول اللہ ﷺ ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها؟ فقال رسول اللہ ﷺ: من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه الله فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا و شهیداً۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جس تک پہونچ کر آدمی فقیہ بن جاتا ہے؟ آقا نے جواباً ارشاد فرمایا: جس نے میری امت پر شفقت کرتے ہوئے امر دینی سے متعلق ۴۰؍ حدیثیں یاد کیں تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶؍ شعب الایمان للبیہقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم:۔

اس حدیث پاک میں ''حفظ'' جو فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے؟ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں کہ:

''علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے مراد و مقصود لوگوں تک ۴۰ر حدیثوں کا پہنچانا ہے۔ خواہ یہ حدیثیں اسے یاد نہ ہو اور ان کا معنی بھی اسے معلوم نہ ہو''۔

(اشعۃ للمعات جلد اصفحہ ۱۸۶ر کتاب العلم تحت حدیث۔ من حفظ علی امتی)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث کے بہت پہلو ہیں، چالیس حدیث یاد کر کے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سبھی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہونچادے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوی کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریبا تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے

وہاں علیحدہ ''چہل حدیث'' جسے "اربعینیہ" کہتے ہیں جمع کیں۔

(مرأۃ المناجیح جلد ۱ کتاب العلم صفحہ ۲۲۱)

چالیس حدیثوں کی فضیلت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''حدیث میں ''چہل حدیث'' کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی چہل حدیث لکھیں ہیں''۔

(الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية صفحہ ۳۸۵ / مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے وسیع مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم کی چہل حدیث) ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے''۔

(چہل حدیث: از مفسر اعظم)

ایک اور جگہ حضرت مفسر اعظم ہند فرماتے ہیں:

''چالیس حدیثیں یاد کرنا امت کے فائدے کے لیے، پھران کو امت کو پہونچانا، خواہ لکھ کر، پڑھ کر، سنا کر یا لکھی ہوئی، چھپی ہوئی یہ احادیث اور ان کی مثل دوسروں کو ہدیہ کرنا، یہ علم کی ''حدادنیٰ'' ہے کہ عالم وفقیہ کا ثواب پائے گا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع وشہید ﴿گواہ﴾ ہوں گے''۔

(چہل حدیث از مفسر اعظم ہند)

اربعین کا لغوی واصطلاحی مفہوم:۔

ماقبل میں احادیث کریمہ کے جن معروف ۱۳ر مجموعوں کی تفصیل بیان کی گئی ان میں ایک مجموعہ ''اربعین'' کے نام سے بھی ہے۔ محدثین کرام نے جہاں جامع، مسند، سنن وغیرہ کے نام سے بے شمار احادیث کریمہ کے بے شمار رنگارنگ گلدستے امت کے سامنے پیش فرمائے اسی طرح اربعین کے نام سے بھی سینکڑوں گلدستے ہمیں احادیث کریمہ کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری ہی سے سینکڑوں ائمہ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''گلشن حدیث'' کی سیر کر کے متعدد اقسام کے ۴۰ر خوشنما پھولوں کو چن کر ''اربعین'' نامی یہ گلدستے تیار کیے اور انہیں امت تک پہنچا کر گلشن احادیث کی معطر ومفرح خوشبو سے امت مسلمہ کے ''مشامِ ایمان وعمل'' کو معطر وخوشنما بنا دیا۔ اب ہم ذیل میں اربعین کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

اربعین: یہ دراصل ''اربعون حدیثا'' کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ یہ دراصل

مخفف ہوکر ''اربعون'' ہوا۔ ''کتاب'' اس کا مضاف تھا جس کی وجہ سے اس نے ''کتاب الاربعین'' کی شکل اختیار کی پھر اس مضاف کو بھی حذف کر دیا گیا۔ اس طرح یہ اب ہمیں اپنی موجودہ شکل ''اربعین'' کی صورت میں دستیاب ہوا۔ اس کا لغوی معنی ہوتا ہے کہ ۴۰/ حدیثوں پر مشتمل کتاب اور اصطلاح محدثین میں اربعین ۴۰/ احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی محدث نے آقا کریم ﷺ کے ۴۰/ اقوال جمع کئے ہوں۔ خواہ یہ ۴۰/ حدیثیں ایک ہی موضوع پر مشتمل ہوں یا چند موضوعات سے متعلق ہوں۔ ایک ہی مسئلہ کی ہوں یا چند مسائل کی۔ ایک ہی راوی کی ہوں یا چند راویوں کی۔ ایک کتاب کی ہوں یا چند کتابوں کی۔ بہر حال ان ۴۰/ حدیثوں کی جمع و تدوین میں بہت وسعت ہے۔

اربعينة اور اربعينية:۔

جن کتابوں میں یہ ۴۰/ حدیثیں جمع کی جاتی ہیں تو اربعین کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کتابوں کو ''اربعينة'' اور'' اربعينية'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جن کی جمع اربعينات اور اربعينيات آتی ہے۔

اربعین نویسی کی مستدل حدیث:۔

دوسری صدی ہجری ہی سے ''اربعینات'' کے نام سے '' گلدستہائے احادیث '' تیار کرنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ متقدمین و متاخرین ائمہ حدیث نے بے شمار اربعینات امت مسلمہ کے حوالے کیں۔ ان اربعینات اور

ان ۴۰ر حدیثوں کی جمع وتدوین کی مستدل حدیثِ پاک معنی کی یکسانیت کے ساتھ متعدد الفاظ میں مندرجہ ذیل ۱۳ر صحابہ کرام سے مروی ہے۔

(۱) حضرت علی (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴) حضرت ابو درداء (۵) حضرت ابو سعید خدری (۶) حضرت ابو ہریرہ (۷) حضرت ابوامامہ (۸) حضرت عبد اللہ بن عمر (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو (۱۰) حضرت جابر بن سمرہ (۱۱) حضرت انس بن مالک (۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس (۱۳) حضرت نویرہ۔

حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت

جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا کہ یہ حدیث پاک ۱۳ر صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہیں۔اب ہم ذیل میں ان تمام صحابہ کرام سے مروی اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے ان کی سندوں اور راویوں پر ہونے والے کلام کو''علامہ ابن جوزی کی''العلل المتناہیہ''اور''علامہ ابن عبدالبر کی'' جامع بیان العلم وفضلہ'' کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث پاک کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

(۱) حضرت علی کی حدیث۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک کو ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن طائی نے یوں روایت کیا کہ:

قال: حَدَّثَنِی أَبِی، قال: حَدَّثَنِی عَلِی بن مُوسَی الرِّضا، قال: حَدَّثَنِی مُوسَی بن جَعفر، قال: حَدَّثَنِی أَبِی جعفرِ بن مُحَمد الصادِقُ، قال: حَدَّثَنِی أَبِی مُحَمد بن عَلِی الباقِرُ، قال: حَدَّثَنِی أَبِی عَلِی بن الحُسَینِ بنِ عَلِی، قال: حَدَّثَنِی ابن عَلِی، قال: حَدَّثَنِی أَبِی عَلِی بن أَبِی طالِبٍ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا ینتَفِعُونَ بِها، بَعَثَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا"۔

ابن جوزی نے اس حدیث پر کلام وطعن نقل کرتے ہوئے آگے تحریر کیا کہ:

قال الحُفاظُ: هذا عَبد الله بن أَحمد یروِی عَن أَبِیه عَن أَهلِ البَیتِ نُسخَة باطِلَة، وقَد رَوَی هذا الحدیث عبادُ بن صُهیبٍ.

یعنی حفاظ کا قول ہے کہ یہ عبداللہ بن احمد اپنے والد کے حوالے سے اہل بیت سے نسخۂ باطلہ روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدث عباد بن صہیب سے مروی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت کردہ حدیث مندرجہ ذیل سند سے منقول ہے:

مُحَمد بن عَبدِ الباقِی بنِ أحمد قال: أَخبرنا حَمَدُ بن أَحمد،

قال: أَخبرنا أَبُو نُعَيمٍ أَحمد بن عَبدِ الله الحافِظُ، قال: حَدَّثنا سَعدُ بن مُحَمد بنِ إِبراهيم الناقِلُ، قال: حَدَّثنا مُحَمد بن عُثمانَ بنِ أَبِى شَيبَة، قال: حَدَّثنا مُحَمد بن حَفصٍ الكرخِى، قال: حَدَّثنا دُحَيمُ بن مُحَمد الصَّيداوِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بن عَياشٍ، عَن عاصِمٍ، عَن زِرٍّ، عَن ابنِ مَسعُودٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ينفَعُهم الله عَزَّ وجَلَّ بِها، قِيلَ لَه: ادخُل مِن أَى أَبوابِ الجَنَّة شِئتَ"۔

(۳) حضرت معاذ بن جبل کی حدیث:

حضرت معاذ بن جبل کی روایت کردہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی:

اخبرنا ابن ناصِرٍ، قال: حَدَّثنا أَبُو غالِبٍ، قال: حَدَّثنا البَرقانِى، قال: حَدَّثنا الدارقُطنى، قال: رَوَى مُحَمد بن إِبراهيم الشامِى، عَن عَبدِ المَجِيدِ بنِ أَبِى رَوادٍ، عَن أَبِيه، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، عَن مُعاذِ بنِ جَبَلٍ، عَن النَّبِى صلى الله عليه وسلم قال:

"مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کی ایک دوسری یعنی حسین والی سند پر یوں کلام نقل فرمایا:

ورَواه الـحُسَيـنُ بـن عُـلـوانَ، عَـن ابـنِ جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن مُعاذٍ، والحُسَينُ مَترُوك الحديث.

یعنی اس حدیث کو حسین بن علوان نے عن ابن جریج، عن عطا عن معاذ روایت کیا ہے حالانکہ حسین ''متروک الحدیث'' ہیں۔

یحیٰ ابن معین نے کہا کہ :الحُسَينُ كذابٌ.

ابن عدی نے کہا کہ:يـضَـعُ الـحـديـث، وقـد رَواه إِسماعِيلُ بن أَبِى زِيادٍ، عَن مُعاذٍ وهو مَقطُوعٌ.

یعنی حسین حدیث گڑھتا ہے اور اس حدیث کو اسماعیل بن ابی زیاد نے بھی حضرت معاذ سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ مقطوع ہے (یعنی اس نے کسی تابعی کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔)

(۴) حضرت ابودرداء کی حدیث:

حضرت ابودارداء کی روایت کردہ حدیث تین طرق سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل

ہیں:

(١) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا هبَة الله بن مُحَمد بنِ الحُصَينِ، قال: حَدَّثنا أَبُو طالِبِ بن غَيلاَنَ، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ الشافِعِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بن أَبِى الدُّنيا، قال: حَدَّثنا الفَضلُ بن غانِمٍ، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله فَقِيها، وكنتُ لَه يومَ القِيامَة شافِعًا وشَهيدًا"۔

(٢) الطَّرِيقُ الثانِى:

أَنبَأَنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَنبَأَنا الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن أَبِى أُمية، قال: حَدَّثنا هاشِمُ بن الوَلِيدِ الهرَوِى، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِی أَربَعِینِ حدیثا مِن أمرِ دِینِها، بَعَثَه الله فَقِیها، وکنتُ لَه یومَ القِیامَة شافِعًا وشَهیدًا"۔

(۳) الطَّرِیقُ الثالِثُ:

أَنبَأَنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك بنِ خَیرُونَ، قال: أَنبَأَنا الجَوهرِی، عَن الدارَقُطنِی، عَن أَبِی حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهیم بن أَبِی أُمَیة، قال: حَدَّثنا هاشِمُ بن الوَلِیدِ الهرَوِی، قال: حَدَّثنا عَبد المَلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِیه، عَن جَدِّه، عَن أَبِی الدَّرداءِ، قال: "سَأَلت رَسول الله صلی الله علیه وسلم فَقُلتُ: یا رَسُولَ الله صلی الله علیه وسلم، ما حَدُّ العِلمِ الَّذِی إِذا بَلَغَه الرَّجُلُ کان فَقِیها؟ فَقال:

"مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا مِن أمرِ دِینِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ فَقِیها، وکنتُ لَه شافِعًا وشَهیدًا"۔

(۵) حضرت ابوسعید خدری کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک مندرجہ ذیل ایسی سند

سے مروی ہے کہ جسے ''اسناد مظلم'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَـن مُـحَـمـد بـنِ يزِيدَ بن سِنان الرَّهاوِى، عَن أَبِيه، عَن جَدّه، عَـن عَطِية، عَن أَبِى سَعِيدٍ الخُدرِى، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"كـلُّ مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما ينفَعُهم الله به فِى أَمرِ دِينِهم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا، وكنتُ لَه شَفِيعًا وشَهيدًا"

حضرت ابو سعید خدری کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل ایک دوسری سند سے دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

ورُوِى مِن حـديـث عَبدِ الرَّحمَن بنِ مُعاوِية، عَن الحارِثِ مَولَى ابـنِ سِبـاعٍ، عَـن أَبِى سَعِيدٍ، قال: سَمِعتُ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم يقُولُ:

"مَـن حَـفِظَ عَـلَى أُمَّتِى أَربَعِيـنَ حديثا مِن سُنَّتِى أَدخَلتُه يومَ القِيامَة فِى شَفاعَتِى"۔

(٦) حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابو ھریرہ کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل دو سندوں سے مروی ہے:

(١) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا أَبُو القاسِمِ عَبد الله بن مُحَمد الخُطَبِى، قال: أَخبرنا عَبد الرَّزاقِ بن عُمر بنِ شمَّة، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ مُحَمد بن إِبراهيم المُقرِءُ، وأخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُفَ، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا أَبُو يعلَى، قال: حَدَّثنا عَمرُو بن حُصَينٍ، قال: حَدَّثنا أَبُو عُلاثَة، قال: حَدَّثنا خَصِيفٌ، عَن مُجاهِدٍ، عَن أَبِى هرَيرَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ما ينفَعُهم مِن دِينِهم، بُعِثَ يومَ القِيامَة مِنَ العُلَماءِ، وفَضلُ العالِمِ عَلَى العابِدِ سَبعِينَ دَرَجَة، الله أَعلَمُ ما بَينَ كلِّ دَرَجَتَينِ".

نوٹ:۔ اس سند میں جو ابوعلاثہ ہیں ان کا نام مُحمد بن عبد اللہ بن عُلاثہ ہے۔

(٢) الطَّرِيقُ الثانِى:

أَخبرنا ابن السَمَرقَندِى، قال: حَدَّثنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن مُحَمد بنِ

شُعَيبٍ، ومُحَمد بن مُبَينٍ، قالَا: حَدَّثنا سَعدانُ بن نَصرٍ، قال: حَدَّثنا خالِدُ بن إسماعِيل أَبُو الوَلِيدِ، قال: حَدَّثنا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن أَبِي هرَيرَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن تَعَلَّمَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ينفَعُه الله بِها فِى دِينِها كان فَقِيها عالِمًا"۔

نوٹ:۔ اس حدیث پاک کوابوالبختری وہب بن وہب نے ابن جریج کے حوالے سے جونقل کیا ہےاس کے الفاظ یوں ہیں۔

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما ينفَعُها الله به يبعَثُه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا."

نیز اسحاق بن نجیح نے عطا کے حوالے سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے۔

"مَن رَوَى عَنِّى أَربَعِينَ حديثا جاءَ فِى زُمرَة العُلَماءِ يومَ القِيامَة".

(۷) حضرت ابوامامہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوامامہ والی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

أنبأنا أبو الفتحِ الكروخي، عَن عَبدِ الله بنِ مُحَمد الأنصارِي، قال: أخبرنا يعقوب الحافِظُ، قال: أخبرنا الخَلِيلُ بن أحمد، قال: حَدَّثنا يحيى بن صاعِدٍ، قال: حَدَّثنا عَبد الباقِي الأُمَوِي، قال: حَدَّثنا عَلِي بن الحَسَنِ، قال: حَدَّثنا عَبد الرَّزاقِ، عَن مَعمَرٍ، عَن أبِي غالِبٍ، عَن أبِي أُمامَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أربَعِينَ حديثا فِيما ينُوبُهم وينفَعُهم فِي أمرِ دِينِهم حَشَرَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها"۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس والی حدیث مندرجہ ذیل چار طرق سے مروی ہے۔

(۱) الطَّرِيقُ الأوَّلُ:

أخبرنا مُحَمد بن ناصِرٍ، قال: أخبرتنا رابِعَة بِنتُ مَحمُودِ بنِ عَبدِ الواحِدِ الأصبَهانِية، قالت: أخبرنا أبُو عُثمانَ سَعِيدُ بن

أَبِى سَعِيدٍ النَّيسابُورِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ مُحَمد بن عَبدِ الله بـنِ زَكرِيا الجَوزَقِى، قال: حَدَّثنا أَبُو حاتِمٍ المَكى بن عَبدانَ بنِ مُـحَـمـد، قـال: حَـدَّثـنا مُحَمد بن عَقِيلِ بنِ خُوَيلِدٍ، قال: حَدَّثنا الحَسن بن قُتَيبة الخُزاعِى، قال: حَدَّثنا عَبد الخالِقِ بن المُنذِرِ، عَـن ابـنِ نَـجِيحٍ، عَن مُجاهِدٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا، بَعَثَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا".

(٢) الطَّرِيقُ الثانِى:

أَخبـرنـا أَبُـو عَبدِ الله مُحَمد بن مُحَمد بنِ السَّلالِ، قال: حَدَّثنا إِبـراهيـم بـن مُـحَـمـد بنِ عَبدَك، وأخبرنا إِسماعِيلُ بن أَحمد، قـال: أَخبـرنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: أَخبرنا أَبُو أَحـمـد ابـن عَدِى، قال: أَخبرنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا عَـلِـى بن حُجرٍ، قال: حَدَّثنا إِسحاقُ بن نجيحٍ، عَن ابنِ جُرَيجٍ، عَـن عَـطـاءِ بنِ أَبِى رَباحٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَة".

(٣)الطَّرِيقُ الثالِثُ:

أنبَأنـا إِسمـاعِيـلُ بـن أَحـمـد، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: حَـدَّثـنـا حَمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عَبد الله بن مُـحَـمـد بـنِ مِـنهـالٍ، قـال: أَخبرنا أَحمد بن بَكرٍ البالِسِى، قال: حَـدَّثـنـا خالِدُ بن يزِيدَ، قال: حَدَّثنا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَة".

(٤) الطَّرِيقُ الرابِعُ:

أنبَأنـا ابـن خَيـرُونَ، عَن الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حـاتـم ابـنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا عَـلِى بـن حُـجـرٍ، قـال: حَدَّثنا إِسحـاق بن نـجيحٍ المَلَطِى، قال: حَـدَّثـنـا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، عَن النَّبِى صلى الله عليه وسلم قال:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث دوسندوں سے، مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی اور ان دونوں سندوں کو'' اسناد مظلم'' سے تعبیر کیا گیا۔ یہ دونوں سندیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عَن جَماعَة مَجاهِيلَ بِلَفظِ:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة حَتَّى يؤَدِّيها إِلَيهم، كنتُ لَه شَفِيعًا وشَهيدًا يومَ القِيامَة"۔

(۲) وَفِى لَفظٍ:

"مَـن نَـقَـلَ عَنِّى إِلَى مَن لَم يلحَقنِى مِن أُمَّتِى أَربَعِينَ حـديثـا، كتِـبَ فِـى زُمـرَـة الـعُلَماءِ، وحُشِرَ مِن جُملَة الشُّهداءِ"۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَد رَفَعَه مُحَمد بن مُضَرٍ، عَن بُورِى بنِ الفَضلِ، ولا يعرفانِ عَن ابنِ المُبارَك، عَن إِسماعِيل بنِ رافِعٍ، عَن إِسماعِيل بنِ عُبَيد الله، عَن عَبدِ الله بنِ عَمرِو بنِ العاصِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن كتَبَ أَربَعِينَ حديثا رَجاءَ أَن يغفِرَ الله لَه غَفَرَ لَه وأَعطاه ثَوابَ الشُّهداءِ الَّذِينَ قُتِلُوا بِعَبادانَ وعَسقَلاَنَ".

(۱۱) حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت جابر بن سمرہ والی حدیث درج ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَد رَفَعَه مَجهولٌ، عَن مَجهولٍ إِلَى أَن أَلصَقَه بِشَيبانَ بنِ فَروخٍ، عَن مُبارَك، عَن الحَسَنِ، عَن جابِرِ بنِ سَمُرَةَ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن تَرَك أَربَعِينَ حديثا بَعدَ مَوتِه فَهو رَفِيقِى فِى الجَنَّة".

(۱۲) حضرت انس بن مالک کی روایت کردہ حدیث:

حضرت انس بن مالک کی حادیث مندرجہ ذیل چار سندوں سے مروی ہے۔

(١) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا مُحَمد بن مُحَمد السَّلالُ، قال: أَخبرنا أَحمد بن مُحَمد بنِ سياوُوشَ، قال: أَخبرنا أَبُو حامِدِ ابن أَبِى طاهرِ الإِسفِرائِينِى، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن مُحَمد بنِ عَبدَك، قال: حَدَّثنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا حُمَيدُ بن زَنجَوَيه، قال: حَدَّثنا الحَجاجُ بن نُصَيرٍ، قال: حَدَّثنا حَفصُ بن جُمَيعٍ، عَن أَبانَ، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما يحتاجُونَ إِلَيه مِنَ الحَلَالِ والحَرامِ كتَبَه الله فَقِيها عالِمًا"۔

(٢) الطَّرِيقُ الثانِى:

أَخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا إِسماعِيلُ بن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُف، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن سِنانٍ، قال: حَدَّثنا سُليمان بن سَلَمَة، قال: حَدَّثنا ابن اللَّيثِ، قال: حَدَّثَنِى عُمر بن شاكرٍ، قال: سَمِعتُ أَنسَ بنَ مالِك، يقُولُ: سَمِعتُ رَسُولَ الله صَلى الله عَليه وسَلمَ،

يقُولُ:

"مَـن حَـمَـلَ عَـلَـى أُمَّـتِـى أَربَعِينَ حديثا بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

(۳) الطَّرِيقُ الثالِثُ:

روى بِـإِسنادٍ مُظلِمٍ عَن أَبِى داوُدَ الأَعمَى، عَن أَنَسٍ، أَنّ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم قال:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِهم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها"۔

(۴) الطَّرِيقُ الرابِعُ:

رُوِى بِـإِسـنـادٍ مُـظـلِمٍ عَن المُعَلَّى، عَن السُّدِّى، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَمَلَ مِن أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا لَقِى الله عَزَّ وجَلَّ فَقِيها عالِمًا"۔

(۱۳) حضرت نویرہ سے مروی حدیث:

حضرت نویرہ سے مروی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَرَواه مَن لا يعرِفُ بِالحديث وأَسنَدَه عَن عُمر بنِ هارُونَ البَلخِي، عَن مُغَلّس بن عَبدَة، عَن مُقاتِلِ بنِ حَيانَ، عَن قَتادَة، عَن نُوَيرَة، صاحِبِ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَربَعِينَ حديثا فِي دِينِها، حُشِرَ مَعَ العُلَماءِ يومَ القِيامَة"۔

راویوں پر کلام

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان بن ابوشیبہ ہیں جن کی حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

(۲) حضرت معاذ والی حدیث کے راوی محمد بن ابراہیم شامی کے سلسلہ میں ابن حبان نے کہا کہ "یضع الحدیث لا یحل روایة عنه" یعنی وہ حدیث گڑھتے ہیں ان سے روایت حلال نہیں۔ اسی طرح اس سند کے ایک دوسرے راوی حسین بن علوان پر ابن حبان اور ابن عدی نے" یضع الحدیث " کا اور دارقطنی نے متروک کا حکم لگاتے ہوئے کہا کہ اس کے طرق سے کوئی شئی ثابت نہیں۔ یونہی اس کے ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد کو ابن حبان نے دجال سے تعبیر کیا۔

(۳) حضرت ابودرداء والی حدیث میں عبدالملک بن ہارون نامی راوی کو ابوحاکم رازی نے متروک، سعدی نے دجال، کذاب، ابن حبان نے "یضع الحدیث" قرار دیا۔

(۴) حضرت ابوسعید خدری والی حدیث کی سند کو "اسناد مظلم" سے تعبیر کیا گیا، نیز اس سند کے ایک راوی محمد بن یزید اور ان کے والد کی دارقطنی نے تضعیف فرمائی، یحیٰ بن معین نے "لیس بشئی" کہا اور امام نسائی نے متروک قرار دیا۔ اسی سند کے ایک اور راوی عبدالرحمٰن بن معاویہ کو یحیٰ بن معین نے "لا یحتج بحدیثه" یعنی ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا، کا حکم لگایا۔

(۵) حضرت ابوہریرہ والی حدیث کی ایک سند میں ابن علاثہ کے بارے میں ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس سے احتجاج حلال نہیں۔ ایک اور راوی عمرو بن حصین کو ابوحاتم رازی نے "لیس بشئی" اور دارقطنی نے متروک قرار دیا۔ حدیث ابو ہریرہ کی دوسری سند میں خالد بن اسماعیل پر ابن عدی نے "یضع الحدیث علی ثقات المسلمین" یعنی وہ مسلمانوں کے ثقات کے خلاف حدیث گڑھتا ہے، کا حکم لگایا۔ ابو بختری کو ابن عدی نے "اکذب الناس" قرار دیا۔ اسحاق بن نجیح کو یحیٰ بن معین نے "معروف بالکذب و وضع الحدیث" یعنی کذب اور وضع حدیث میں یہ معروف ہے، قرار دیا۔

(٦) حضرت ابوامامہ والی حدیث کی سند میں ابوغالب حزور نامی راوی پر نسائی نے ضعیف، ابن حبان نے "لا یحتج الا فیما وا فق الثقات" یعنی اس کی جو روایتیں ثقات کے موافق ہوں ان سے صرف حجت پکڑی جائے، کا حکم لگایا۔

(٧) حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کی چاروں سندوں میں سے پہلی سند کے راوی حسن بن قتیبہ اور دوسری سند کے راوی اسحاق بن نجیح کو دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا۔ تیسری سند کے راوی احمد بن بکر کے بارے میں فرمایا: ثقات سے اس کی کچھ منکر حدیثیں ہیں۔

(٨) حضرت عبداللہ بن عمر والی حدیث کی سند کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل نے "ففیہ جماعۃ مجاھیل" یعنی اس حدیث کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے، کا حکم لگایا۔

(٩) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند پر مجہول راویوں پر مشتمل روایت ہونے کا حکم لگایا۔

(١٠) حضرت انس بن مالک والی حدیث کی چار سندوں میں سے پہلی سند کے ایک راوی حفص بن جمیع پر ابن حبان نے "کان یخطا" کہ وہ خطا کرتے تھے، کا حکم لگایا۔ اور ایک دوسرے راوی ابان کو انہوں نے متروک قرار دیا۔ دوسری سند کے راوی سلیم بن سلامہ کے بارے میں فرمایا کہ " وقد کذبوہ" یعنی ائمہ نے ان کی تکذیب کی ہے، کا حکم لگایا۔ تیسری سند کے راوی ابوداؤد اعمیٰ کے

بارے میں کہا "لا اعرفه" یعنی میں انہیں نہیں پہنچانتا اور ان کا نام نقیع بن حارث ہے جن کی قتادہ نے تکذیب کی ہے اور یحیی نے " لیس بشئی " کہا اور دارقطنی نے متروک کہا۔ چوتھی سند میں ''سدی'' نامی راوی ہیں جن کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے۔

(۱۱) حضرت نویرہ والی حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ''مجہول'' راویوں کی کثرت ہے۔ نیز کہا گیا کہ نویرہ نامی صحابی کی معرفت حاصل نہیں (یعنی صحابہ کے حالات میں ان کا ذکر نہیں ملتا) عمر بن ہارون کو یحیی بن معین نے کذاب اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے باب ''باب قوله صلى الله عليه وسلم من حفظ على أمتي أربعين" میں حضرت انس بن مالک کی حدیث کو مندرجہ ذیل سند سے نقل کر کے اس کی اسنادی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔

أخبرنا خلف بن قاسم، نا على بن أحمد بن سعيد بن بكير، نا على بن يعقوب بن سويد، نا ابراهيم بن عثمان بن سعيد بن منصور ومحمد بن عوف بن سفيان الطائى ويحيى بن عثمان بن كثير بن دينار وبقية عن المعلى عن السدى عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من حمل من أمتي أربعين حديثا

لقی اللہ یوم القیامۃ فقیھا عالما۔

اس سند کے راوی علی بن یعقوب بن سوید پر طعن کو ''جامع بیان العلم'' میں یوں نقل فرمایا گیا:

"قال أبو عمر علی بن یعقوب بن سوید ینسبونه إلی الکذب ووضع الحدیث واسناد هذا الحدیث کله ضعیف "

یعنی ابوعمر نے کہا کہ علی بن یعقوب بن سوید کو ائمہ فن نے کذب اور وضع حدیث سے منسوب کیا ہے نیز اس حدیث (ابن مالک والی) کی اسناد میں ضعف ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کو یوں نقل فرمایا ہے:

"وأخبرنا أحمد بن عبدالله ومسلمة ابن القاسم حدثنا یعقوب بن اسحق بن ابراهیم بن یزید بن حجر العسقلانی بعسقلان قال حدثنا أبو أحمد حمید بن مخلد بن زنجویه ویحیی بن عبدالله بن بکیر قال حدثنا مالك ابن أنس عن نافع مولی ابن عمر عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من حفظ علی أمتی أربعین حدیثا من السنة حتی یؤدیها الیهم کنت له شفیعا أو شهیدا یوم القیامة"۔

اس سند کی تحسین وتعریف کو جامع بیان العلم میں یوں نقل فرمایا گیا:

"قال أبو عمر: هذا أحسن اسناد جاء به هذا الحدیث ولکنه

غیر محفوظ ولا معروف من حدیث مالك ومن رواه عن مالك فقد أخطأ علیه واضاف ما لیس من روایته علیه"۔

یعنی ابو عمر نے کہا کہ یہ اس کی سب سے بہتر اور عمدہ سند ہے لیکن غیر محفوظ اور مالک کی حدیث سے غیر معروف ہے اور جنہوں نے مالک سے اسے روایت کیا تو اس نے خطا کی اور اور ان کی جانب ایسی روایت کو منسوب کیا کہ جو ان کی روایت کردہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت کو یوں نقل کیا کہ:

"وحدثنی خلف بن القاسم، نا أبو طالب محمد بن زکریا المقدسی ببیت المقدس، نا أحمد بن جمهور، نا عمرو بن الحصین وابو غلاثة، نا حصیف عن مجاهد عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال صلی الله علیه وآله وسلم من حفظ علی أمتی أربعین حدیثا فیما ینفعهم فی أمر دینهم بعثه الله یوم القیامة یعنی فقیها عالما"۔

یونہی حضرت انس بن مالک کی حدیث کو ابان کے حوالے سے مندرجہ ذیل اسناد کے ساتھ نقل کیا:

"وأخبرنا أحمد أنا مسلمة أنا یعقوب بن اسحق المعروف بابن حجر ومحمد بن أحمد ابن عمر قال حدثنا أحمد بن صالح

وعلى بن عيسى عن عمرو بن الأزهر عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامن مسلم يحفظ على أمتى أربعين حديثا يعلمهم بها أمر دينهم إلا جاء به يوم القيامة فقيل له أشفع لمن شئت"

نیز علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عباس والی روایت کوابو رباح کے حوالے سے یوں نقل کیا:

"وحدثنا أحمد قال حدثنا مسلمة، نا أبو الحسن يعقوب بن اسحق العسقلانى، نا محمد ابن أحمد بن عمير أبو عبد الله الطوسى، نا على بن حجر، نا اسحق بن نجيح عن ابن أبى جريج عن عطاء بن أبى رباح عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتى أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة"

یونہی حضرت معاذ بن جبل والی حدیث کوعطا کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا:

"ورواه ابن أبى وراد عن أبيه عن عطاء عن ابن عباس عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله فى زمرة الفقهاء

والعلماء"

نیز حضرت ابوہریرہ والی حدیث کو عطاء کے حوالے سے ایک اور سند سے اس طرح نقل فرمایا:

" وحدثني خلف بن القاسم، نا أبو علی سعيد بن عثمان بن السكن قال حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد وسعد بن نصر، نا خالد بن اسماعيل المدنی عن ابن جريج عن عطاء عن أبی هريرة رفعه قال من تعلم من أمتی أربعين حديثا يفقه بها فی دينه كان فقيها عالما "

جامع بیان العلم میں ابوعلی بن سکن نے خالد بن اسماعیل کو منکر الحدیث قرار دیا۔

"امام ابن ملقن" نے" من حفظ علی امتی اربعين حديثا كتب فقيها" والی روایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ حدیث تقریبا ۲۰ رطرق سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں، دارقطنی نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(خلاصۃ البدر المنیر جلد۲ صفحہ۱۴۵)

ساتھ ہی امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ هذا متن مشهور فيما بين الناس وليس له اسناد صحيح ۔یعنی یہ متن حدیث لوگوں کے درمیان مشہور ہے

اگرچہ اس کی اسناد درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔

(شعب الایمان جلد۲ صفحہ ۲۷۰)

امام بیہقی کا یہ ریمارک یہ بتا رہا ہے کہ اس حدیث کو "تلقی بالقبول" کا منصب جلیل حاصل ہے۔

امام نووی نے فرمایا کہ واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف و ان کثرت طرقه۔

(مقدمۃ الاربعین النوویہ)

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عباس کے حوالے سے حسن بن سفیان نے اپنی مسند اور اپنی اربعین میں نقل فرمایا نیز یہ حدیث ۱۳ر صحابہ سے مروی ہے۔ ان سب کی تخریج ابن جوزی نے "العلل المتناہیہ" میں کر کے سب کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

(التلخیص الحبیر جلد۳ صفحہ ۹۳۔۹۴)

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن نجار عن ابن سعد والی سند کے ساتھ روایت کر کے اس پر صحت کا نشان لگایا ہے۔ جسے بعض حضرات نے طباعتی غلطی قرار دیا ہے۔

(فیض القدیر جلد۶ صفحہ ۱۱۹)

حدیث اربعین کی حیثیت واقعیہ

مذکورہ والا گفتگو سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اکثر ائمہ جرح وتعدیل نے اس حدیث اربعین کی سندوں پر کلام کیا ہے۔جس کی وجہ سے ائمہ نے اس حدیث اربعین کو ضعیف قرار دیا۔مگر اس کی اسنادی حیثیت کے ضعف سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی اس کے اندر ضعف ہے یا یہ موضوع ہے یا یہ غیر معمول بہ ہے۔ بلکہ یہ حدیث پاک حقیقی طور پر کم سے کم درجہ حسن پر فائز ہے۔جس کی مندرجہ ذیل یہ چند وجوہات ہیں۔

☆ایک تو یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے۔

☆اس کا مفہوم چونکہ احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل اور نشر واشاعت پر مبنی ہے اور یہ مفہوم کئی صحیح حدیثوں کے عین موافق ہے۔لہذا اس حدیث کو ان صحیح حدیثوں کی موافقت ومتابعت اور تائید وتوثیق حاصل ہے۔

☆یہ حدیث فضائل اعمال سے متعلق ہے۔

☆یہ حدیث کسی اصول شرعی سے متصادم نہیں بلکہ عمل خیر کی دعوت دے رہی ہے۔

☆اسباب تقویت کی بنیاد پر اس کا اسنادی ضعف اس حدیث پر عمل پیرا ہونے سے مانع نہ ہوگا۔

☆ائمہ کرام نے اس حدیث سے استناد بھی کیا ہے اور استشہاد بھی۔

☆مجتہدین کرام نے اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات تحریر فرمائی ہیں۔

☆ اس حدیث پاک کو خیر القرون سے لے کر اب تک کے علما، فقہا، ائمہ، محدثین، مفسرین غرض کہ امت کا شرف قبول اور " تلقی بالقبول " حاصل ہے۔

" تلقی بالقبول " کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث کریمہ کے عظیم ذخیرہ میں متقدمین ومتاخرین کے ہر چھوٹے بڑے امام علم وفن اور علمائے شریعت اسلامیہ کی سینکڑوں اربعینات ہمیں ملتی ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ تمام باتیں ضعیف حدیث کو تقویت پہونچانے والے اسباب سے ہی متعلق ہیں۔

حدیث ضعیف کی تقویت کے آٹھ اسباب

(۱) تلقی بالقبول:

وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین ومتاخرین علما وائمہ نے قبول کرلیا ہو تو ایسی حدیث " تلقی بالقبول " کا منصب رکھنے والی کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہوجاتی ہے۔

علامہ سخاوی ''شرح الفیہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''اذا تلقت الامة الضعیف بالقبول یعمل به الصحیح حتی انه ینزل منزلة المتواتر فی انه ینسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعی رحمة الله تعالیٰ فی حدیث "لا وصیة لوارث" انه لا یثبت اهل العلم

بالحدیث ولکن العامة تلقته بالقبول و عملوا به حتی جعلوه ناسخا لآیة الوصیة لوارث.

ترجمہ: یعنی علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف کو امت قبول کرلے تو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ''لاوصیة لوارث'' کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ وعلماء نے اس کو قبول کرلیا اور اس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت۔ ''کتب علیکم اذا حضراحدکم الموت ان ترک خیرن الوصیة للوالدین۔الآیة''

(**مفهوم آیت**:- تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اور اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔ کی ناسخ بن گئی۔

(فتح المغیث جلد اول صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ دار الایمان وشرح اربعین النوویہ لابن مرعی المالکی)

(۲) **تعامل**:

حدیث کی صحت کا مدار صرف سند ہی پر نہیں ہے بلکہ حدیث ضعیف اہل علم کے قول وعمل اور مجتہدین کے تمسکات سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی حدیث پر عمل اس کی صحت سند پر متفرع ہوتا ہے مگر بعض اوقات صحت سند عمل پر متفرع ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی تصریح بہت سے ائمہ فن محققین نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط وقوی کیوں نہ ہو اگر امت کا عمل اُس پر نہیں ہے تو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔ اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پر اس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ وکیع نے

اسمٰعیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ:

"كان يستعان على حفظ الحديث بالعمل به"

یعنی حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی جلد اول صفحہ ۳۱۱)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ "التعقبات على الموضوعات" میں فرماتے ہیں:

''اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے''۔

(تنزیہ الشریعہ للکنائی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حافظ ابن صلاح ''مقدمۂ ابن صلاح'' میں لکھتے ہیں کہ:

''یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا تعامل اس کی فنی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے''۔

(بحوالہ شرح الفیہ جلد ا صفحہ ۱۵)

(۳) تعدد اسناد:

ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) مجتهد کا استدلال:

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کر لے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ''تحریر'' میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

(ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ا مطبوعہ استانبول)

(۵) اهل علم کا عمل:

علماء و صلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام

حاکم نیشاپوری صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبداللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

(٦) کشف :

اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کو صحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جو ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ لے تو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ آپ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے تھے۔ آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ ایک دعوت میں پہنچے، ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمۂ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ / مکتبہ امدادیہ ملتان و مقدمہ نزہۃ القاری از مفتی شریف الحق امجدی مفہوماً و اختصاراً)

(٧) اھل علم کا اتفاق :

جس حدیث کے مفہوم و مدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ ائمہ اصول

نے اس کی تصریح فرمائی ہے''۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ۱ صفحہ ۴۹۴، مطبوعہ احیاء التراث)

(۸) صرف حدیث ضعیف میسر ہو:

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ''جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے اس کی اتباع کی ہے۔ امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے''۔

(فتح المغیث، جلد ۱ صفحہ ۲۳۳، مطبوعہ دار الامام)

یہ اور ان کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح وتعدیل کلام، طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کو سنداً ثابت بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہو گئی۔ اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

اربعین کے فضائل والی حدیث پاک اگر قابل عمل نہ ہوتی تو ائمہ کرام اس پر عمل کرتے ہوئے اتنی کثیر تعداد میں اربعینات تحریر نہ فرماتے۔ پھر ایک چیز اور بھی قابل غور ہے کہ جن راویوں کی وجہ سے اس حدیث کی مختلف سندوں میں ضعف آیا ہے یہ وہ تمام راوی ہیں کہ جن کا تعلق اس حدیث پر عمل کرنے کے زمانہ کے بعد سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث پر تو خیر القرون ہی سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے اکثر ضعیف راویوں کا تعلق اس زمانہ کے بعد سے ہے۔

وہابیہ کی خباثت:

وہابیہ نے اس حدیث پاک کے اسنادی ضعف کو دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق بجائے اس کے کہ اس کو اسی درجۂ ضعف میں رکھتے، تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضائل کی دیگر حدیثوں کی طرح اسے بھی موضوع قرار دیدیا۔ چنانچہ البانی نے اس حدیث کی سندوں پر علمائے جرح وتعدیل کے طعن وکلام کو نقل کرنے کے بعد اخیر میں فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ "ھذا الحدیث عندی موضوع" (مفہوما)

اس حدیث کے تعلق سے اس کی یہ گفتگو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ تقلید شخصی کو ناجائز و حرام کہنے والے وہابیہ نے البانی کے اس قول کو دیکھا تو تقلید جامد کرتے ہوئے اپنی کتابوں، بیانوں، مضمونوں اور مقالوں میں شد ومد کے ساتھ اسے موضوع قرار دینے لگے۔ یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کہ ایسے ایسے جلیل القدر ائمہ علم و فن نے اسی حدیث کو مستدل بناتے ہوئے سینکڑوں اربعینات تحریر فرما کر ذخیرہ احادیث میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

اربعین نویسی کے موجد:

باقاعدہ اور باضابطہ انداز میں اس حدیث اربعین پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے جنہوں نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اس عظیم شخصیت کا نام "ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی" ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے بعد یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد اسلم بن طوسی ، احمد بن حرب الزائد، ابو محمد حسن بن سفیان نسبی ، ابو بکر محمد ابی علی ، محمد بن عبد اللہ الزوجی ، حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری، محمد بن حسین سلمی ، ابو معین احمد بن عبد اللہ اصفہانی ، اسماعیل بن عبد اللہ صابونی ، ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری، ابو قاسم قشیری، جیسے بے شمار ائمہ نے اربعینات کے مجموعے تیار فرمائے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبد اللہ ابن مبارک نے تصنیف کی، پھر محمد بن اسلم طوسی، پھر حسن بن سفیان نسائی، پھر امام ابو بکر آجوری، پھر دار قطنی ، حاکم ابو معین، اور ابو عبد الرحمٰن بن سلمی وغیرہم متقدمین ومتاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہیں۔ نیز ہر ایک کے اغراض ومقاصد مختلف اور طرز انتخاب بھی جداگانہ ہے۔۔۔۔۔غرض کہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لئے چالیس احادیث ان تک پہونچائیں اور خود بھی دین پر قائم اور عمل پیرا رہا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (فیض القدیر جلد ۶ ،مقدمہ اربعین نووی)

صاحب کشف الظنون متوفی ۱۰۶۷ھ نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے لے کر اپنے زمانہ تک کے مشہور ومعروف علماء میں سے تقریبا ۷۵ علماء کی ۹۰ر سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے۔ اب ذیل میں ہم چند مشہور اربعینات کا اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

چند مشہور اربعینات:

(۱) ابن مبارک کی اربعین ۔ علامہ ابن مبارک کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی ۔ آپ دوسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں ۔ آپ ہی کو اربعین نویسی کا واضع اور موجد قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی ۔ (مقدمہ اربعین نووی)

(۲) امام بیہقی کی اربعین ۔ حضرت امام ابوبکر شمس الدین احمد بن حسین شافعی کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی ۔ آپ نے اپنی اربعین اخلاق کے موضوع پر ابواب کے ساتھ تصنیف فرمائی ۔

(۳) محمد بن علی طائی ہمدانی کی اربعین ۔ ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی طائی ہمدانی کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی ۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں ۔ آپ نے اپنی مسموعات میں سے اپنے چالیس شیوخ کی چالیس حدیثیں املا کرائیں ۔ نیز ہر حدیث ایک الگ صحابی کی ہے ۔ اس مجموعہ کے نام ''اربعین طائیہ'' ہے ۔

(۴) ابن عساکر کی اربعینات ۔ ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی شافعی بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں ۔ ۵۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی ۔ ان کی کئی اربعینات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتہاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔

اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کیں ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کے فضائل پر بھی۔

(۵) اربعین بلدانیہ۔ یہ اربعین ابوطاہر احمد بن محمد سلفی اصبہانی کی ہے۔ آپ بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۵۷۶ھ کو ہوئی۔ آپ نے ایک نئی طرز پر یہ مجموعہ تیار کیا اس طور پر کہ چالیس حدیثیں، چالیس صحابہ، چالیس باب، اور مزے کی بات یہ کہ چالیس مختلف شہروں میں انہیں جمع کیا جس کی وجہ سے اس کا نام ''اربعین بلدانیہ'' رکھا۔

(۶) اربعین فی اصول الدین۔ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی نے اپنے فرزند محمد کے لئے اس اربعین کو تصنیف فرمایا۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کی یہ اربعین علم کلام کے چالیس مسائل پر مشتمل ہے۔

(۷) اربعین فی اصول الدین۔ یہ اربعین ابو حامد محمد بن محمد امام غزالی کی ہے۔ آپ نے تصوف کے مسائل پر اس کو مرتب فرمایا۔

(۸) الاربعین۔ موفق الدین عبداللطیف بن یوسف الحکیم فیلسوف بغدادی کی

ہے۔آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے طب نبوی پر اپنی اربعین کو ترتیب دیا۔آپ کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

(۹) الاربعین۔ یہ اربعین محمد بن احمد یمنی بطال کی ہے۔آپ نے صبح وشام کے اذکار پر مشتمل حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ بھی ساتویں صدی ہجری کے بزرگ تھے۔آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

(۱۰) الاربعین المختارة فی فضل الحج والزیارة۔ یہ اربعین حافظ جمال الدین اندلسی نے تحریر فرمائی۔آپ نے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔اس اربعین میں آپ نے حج وزیارت کی فضیلتوں پر مشتمل احادیث کریمہ کو جمع کیا ہے۔

(۱۱) الاربعین النوویة۔ حضرت امام ابوذکریا محی الدین یحیٰی بن شرف نووی شافعی کی یہ اربعین نہایت مشہور ومعروف ہے۔آپ شارح مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔آپ نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جو دین ومذہب اور شریعت کے اصول کی بنیاد ہیں۔اخلاق واعمال کی اساس اور تقویٰ وپرہیزگاری کے سرچشمہ ہیں۔اس میں آپ نے صحیح حدیثوں کا التزام فرمایا ہے۔چالیس حدیثوں کے ساتھ انہوں نے دو اور حدیثوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔اس طرح آپ کی اس اربعین میں کل بیالیس حدیثیں ہیں۔ یہ نہایت ہی

اہم مجموعہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعد کے علماء نے اس اربعین کی متعدد شرحیں تحریر فرمائیں۔ صاحب کشف الظنون نے تقریباً ۲۰ ر شارحین کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان احادیث کریمہ کی تخریج کی ہے۔ ابن دقیق نے بھی اس کی شرح کی ہے۔ امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ کو ہوئی۔

(۱۲) اربعین ابن جزری۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی نے اس میں جوامع الکلم کا درجہ رکھنے والی اصح، افصح اور اوجز چالیس حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ آپ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۸۳۸ھ کو ہوئی۔

(۱۳) اربعینات سیوطی۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کئی اربعین تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں ایک فضائل جہاد پر، ایک دعاء رفع یدین پر، ایک امام مالک کی روایات پر مشتمل اور ایک روایات متبائنہ پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۹۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ دسویں صدی ہجری کے امام علم وفن ہیں۔

(۱۴) اربعین عدلیہ۔ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے اپنی اس اربعین میں اپنی سند سے چالیس ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جو عدل اور عادل کی فضیلت پر مشتمل ہیں۔ آپ کی وفات ۹۷۳ھ کو ہوئی۔

(۱۵) اربعین عشاریات۔ قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی شافعی نے اس اربعین میں ایسی چالیس روایات املا کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں

اگر چہ وہ درجہ حسن کو نہیں پہنچتیں۔آپ کی وفات ۹۶۰ھ کو ہوئی۔

(۱۶) اربعین ابن عربی۔ علامہ محی الدین محمد بن علی ابن عربی نے اپنی اس اربعین کو مکۃ المکرّمہ کی سرزمین پر جمع فرمایا۔اس میں انہوں نے صرف احادیث قدسیہ ہی کو جمع فرمایا ہے۔آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی۔

(۱۷) اربعین طاش کبری زادہ۔ علامہ احمد بن مصطفٰے رومی نے اس اربعین میں آقا کریم ﷺ کی ایسی حدیثیں جمع فرمائی ہیں جو آپ سے بطور مزاح صادر ہوئیں۔آپ کی وفات ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

(۱۸) اربعین یمانیہ۔ علامہ محمد بن عبدالحمید قرشی کی یہ اربعین ایسی حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں یمن کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۹) اربعین قدسیہ۔ علامہ حسین بن احمد بن محمد تبریزی نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا ہے کہ جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علم لدنی سے ہے۔

(۲۰) الاربعین فی فضائل عثمان۔ علامہ ابوالخیر رضی الدین قزوینی نے حضرت عثمان کی فضیلت میں ایک اربعین اور دوسری اربعین حضرت علی کی فضیلت میں وارد حدیثوں پر مشتمل تصنیف کی ہے۔

(۲۱) الاربعین فی فضائل العباس۔ امام ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ کا

یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) اربعین عالیہ۔علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اربعین میں ایسی چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے۔آپ کی وفات ۸۵۲ھ کو ہوئی۔

(۲۳) اربعین شاہ ولی اللہ۔مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جوامع الکلم کی حیثیت رکھنے والی چالیس حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

(۲۴) اربعین ملا علی قاری۔حضرت علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث قدسیہ پر مشتمل ایک ایسی اربعین تصنیف فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کلام رسول جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے انہیں جمع کیا ہے۔اس اربعین کا نام" کتاب الاحادیث القدسیة الاربعینیة " ہے۔آپ گیارہویں صدی ہجری کے معروف بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی۔

(۲۵) اربعین امام بغوی۔صاحب مصابیح السنۃ حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء بغوی علیہ الرحمہ نے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے ۵۱۰ھ میں وفات پائی۔

اربعینات امام احمد رضا

یوں تو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں بے شمار احادیث کریمہ ملتی ہیں جنہیں فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی وناظم امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف نے ''جامع الاحادیث'' کے نام سے جمع فرما دیا ہے۔ آپ کے نقل کردہ ذخیرۂ احادیث میں دو اربعینات ہمیں ملتی ہیں جن میں ایک کا نام "اسماء الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین" دوسری اربعین سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ملتی ہے جو سجدہ تعظیمی کی حرمت پر تصنیف کئے گئے آپ کے رسالہ " الزبدة الذکیه لتحریم سجود التحیة" کے ضمن میں ملتی ہے۔ اس اربعین میں اعلیٰ حضرت نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

(۲۶) اسماء الاربعین۔ دراصل یہ اعلیٰ حضرت کی وہ اربعین ہے کہ جسے آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ سے سائل نے یہ معلوم کیا تھا کہ ''نبی اکرم ﷺ کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت!!! یہ بھی

قربت قیامت کی ایک علامت ہے۔''انا لله و انا الیه راجعون"

(اسماع الاربعین مشمولہ رسائل رضویہ صفحہ ۳۹۹ جلد ۳۰ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

آگے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

''فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے رسالہ " سمع و طاعة لاحادیث الشفاعة" میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت''

(ایضا صفحہ ۴۰۰)

اس رسالہ میں آپ نے آقا کریم ﷺ کے شفیع ہونے اور آپ کو منصب شفاعت عطا کئے جانے پر مشتمل چالیس احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے۔ یہ اربعین آپ نے ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۲۸) الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية۔ ۹ رمضان

المبارک ۱۳۳۷ھ کو آپ کے پاس بنارس سے مولوی حافظ عبد السمیع صاحب کا ایک سوال نامہ آیا جس میں زید اور عمرو کے مابین مرشد طریقت کو سجدۂ تعظیمی کرنے کے جواز اور عدم جواز پر مشتمل ایک مکالمہ نقل فرما کر یہ سوال کیا تھا کہ

''براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز پر اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے''۔

(الزبدة الزکیۃ مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

اس سوال کے جواب میں آپ نے چھ فصلوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام " الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ " ۱۳۳۷ھ میں تحریر فرمایا۔اس رسالہ کی دوسری فصل میں آپ نے چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم ثابت فرمائی ہے۔اس اربعین کا تعارف کراتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث میں ''چہل حدیث'' کی بہت فضیلت آئی ہے۔ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی ''چہل حدیث'' لکھیں ہیں۔ہم بتوفیقہ تعالیٰ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی ''چہل حدیث'' لکھتے ہیں''۔

(ایضا صفحہ ۳۸۵)

(۲۹) اربعین حجۃ الاسلام۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے قادیانیت کے رد میں " الصارم الربانی علی اسراف القادیانی " کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو فتاویٰ حامدیہ میں چھپ چکا ہے۔یہ فتاویٰ حامدیہ عرس صد سالہ کے موقع پر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کی طرف سے ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر آرہا ہے۔اس میں درج عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ اوراس کی تصحیح و پروف ریڈنگ کا کام فقیر راقم الحروف نے انجام دیا ہے۔بہر حال واقعہ یوں ہوا کہ ''سرساوہ'' ضلع سہارنپور کے یعقوب کلارک نامی ایک صاحب نے مؤرخہ ۱۵ / رمضان المبارک ۱۳۱۵ ہجری کو ایک سوال نامہ بھیجا جس میں قادیانیوں کی کچھ لغویات سے متعلق سوال کیا گیا۔اسی کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر

فرمایا۔اس میں آپ نے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزول اور ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لئے جانے پر مشتمل جو احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ۴۳ رہے۔ جسے ہم امام نووی علیہ الرحمہ کے اصول کے مطابق اربعین کے نام سے موسوم کر کے اربعینات میں شمار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ امام نووی کی اربعین میں بھی چالیس نہیں بلکہ ۴۲ر حدیثیں ہیں۔

(۳۰) اربعین مفسر اعظم ہند۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے مؤرخہ ۵، ۶، صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں ''چہل حدیث'' کے نام سے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ اس اربعین میں آپ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے چالیس ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے اکثر کا تعلق ایمان وعقیدہ سے اور بقیہ کا تعلق ذکر وشکر سے ہے۔

مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'' کا تعارف

جیسا کہ مذکور ہوا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ''چہل حدیث'' کے نام سے ایک اربعین تصنیف فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی اس اربعین کو سرزمین کلکتہ پر مؤرخہ ۵، ۶ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں تصنیف فرمایا۔ دراصل آپ کلکتہ بیعت وارشاد اور دعوت وتبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں آپ کے پاس نہ تو کتابیں تھی اور نہ ہی شروحات۔ لیکن آپ کے ذہن ودماغ میں عقائد اہل سنت کی تائید وتوثیق کرنے والی احادیث کریمہ اور ان کی

تشریحات کا ایسا دریا موجزن تھا کہ جن سے سینوں کے ایمان میں جلا اور تروتازگی پیدا ہوتی۔ اس لئے آپ نے بریلی شریف واپس لوٹ کر لکھنے پر ملتوی نہ فرمایا بلکہ اسی حالت سفر ہی میں فوراً انہیں سپرد قرطاس فرمادیا۔

اس ''چہل حدیث'' میں حضرت مفسر اعظم ہند نے امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی (م ۷۴۱ھ) کی ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے چالیس حدیثیں منتخب فرما کران کا ترجمہ اور فوائد وتشریح جمع فرمائے ہیں۔ اس میں آپ نے احادیث کریمہ کا عربی متن نقل نہیں فرمایا۔ ان احادیث کریمہ کے تحت آپ نے عقائد اہل سنت کے اثبات، وہابیہ اور دیابنہ کے رد وابطال پر مشتمل جو علمی نکات بیان فرمائے ہیں وہ پڑھے جانے، سنائے جانے، تقریروں میں بیان کئے جانے اور محفوظ رکھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علمی وفنی نکات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو فن تفسیر کے ساتھ فن حدیث میں کس قدر ملکہ حاصل تھا۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و فنون کے جلوے آپ کی تحریروں میں جابجا دکھائی دیتے ہیں۔ کیوں نہ دکھائی دیں جبکہ آپ تو ''لسان رضا'' ہیں۔

''چہل حدیث'' کے اپنے مقدمہ میں آپ اس اربعین کا تعارف، سبب تالیف، تاریخ تالیف اور غرض تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ مختصر، فقیر نے تالیف کیا'' مشکوٰۃ المصابیح'' سے۔ یہ اظہار اس لیے کہ اس کا انکار نہ کرسکیں اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا جو کہ عقائد حقہ اہلسنت و جماعت کی تائید وتوثیق کرتی ہیں اور فضائل اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو، اعمال بے حقیقت

ہیں۔ پھر میں نے ذکر وشکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک ہو سکا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع ومحل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں ''درجۂ تاویل'' میں، فقیر نے ذکر کیے اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے اور میں مسرور ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت واشاعت کی کہ وہ نکات واسرار شائع نہ ہوتے اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث ہلاکت ہوتا اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت (تعریف وتوصیف اور فضائل و مناقب) کے نئے نئے جواہر پارے ان کو دستیاب ہوئے۔ "یخرج منهما اللؤ لؤ والمرجان"۔ ﴿سورۂ رحمٰن۔ آیت ۲۲ ررکوع ۱۱ر پارہ ۲۷﴾

﴿ترجمہ: ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ کنزالایمان﴾

﴿سبب تالیف﴾

یہ بحرین قرآن وحدیث کے گہر ولعل وجواہرِ زواہر جس ''غواص حبشی'' (مفسر اعظم ہند) نے پیش کیے ہیں اسے امید ہے کہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گے اور ان کی چمک دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کافور ہوگی اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ برکات اولیائے کرام، یہ امانت میں ان کو پہنچا دوں جو اس کے اہل ہیں تا کہ ان کے قلوب وقبور ودین ودنیا روشن ہوں اور یہ فقیر ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر سکے اور جو نا اہل ہیں ان کے چہرے اور تاریک ہوں۔

''یوم تبیض وجوه وتسود وجوه"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶ ارکوع ۲/ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔ کنز الایمان﴾

مولی تعالی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں جاگزیں فرمائے۔ آمین۔

﴿تاریخ تالیف﴾

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵/ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶/ صفر میں دراں حالیکہ میرے پاس شروح وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب اور جب آپ مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں اور اطلاع دیں اور جب آپ متعجب و متحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

"وتعاونوا علی البر والتقوٰی"

﴿سورۂ مائدہ ۱۔ آیت ۲/ رکوع ۵/ پارہ ۶﴾

﴿ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کنز الایمان۔﴾

﴿فائدۂ تالیف﴾

اور جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'') ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے۔

چہل حدیث کا اجمالی خاکہ:

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ''چہل حدیث'' نامی اپنی اس اربعین میں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب العلم سے ۵، کتاب الایمان کے مختلف ابواب سے ۲۳، کتاب فضائل قرآن سے ۴، کتاب الدعوات سے ۴/اور کتاب الصلوٰۃ/باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ سے ۴، حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جن کی مجموعی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

چہل حدیث کی ترتیب جدید:

حضرت مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا سراغ ہمیں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب مرحوم کی کتاب ''مفسر اعظم ہند'' اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایک پرانے شمارہ سے لگا تھا۔ چونکہ اس رسالہ کی تعریف ہم نے بچپن ہی سے سن رکھی تھی اس لئے ایک تو وجہ یہ تھی کہ اسے از سر نو منظر عام پر لایا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت مفسر اعظم ہند سے فقیر راقم الحروف محمد سلیم بریلوی کو بچپن ہی سے بے انتہا محبت اور عقیدت رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ آپ ہمارے قصبہ بہیڑی ضلع بریلی سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر بہیڑی تشریف لے جاتے تھے۔ کئی کئی روز آپ کا وہاں پر قیام رہتا۔ عموماً آپ کا قیام نینی تال روڈ کے قریب ''چیف صاحب کی کوٹھی'' پر ہوتا تھا۔ یہ علاقہ سڑک والی مسجد سے متصل ہے۔ یہ مسجد سنیوں کی تھی۔ اس مسجد سے متصل چند گھرانے وہابیہ ودیابنہ کے جال میں پھنس گئے۔ ان پر دیوبندی رنگ غالب آ گیا۔ اس وجہ سے یہ مسجد بھی انہیں کے قبضہ میں چلی گئی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ محلّہ ''نیم تلے'' نینی تال روڈ پر جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ کی تقریر کے علمی نکات

سے لوگ مسحور تھے۔ سڑک والی مسجد کے دیوبندیوں نے مسجد کا مائک کھول کر شور مچانا شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے چاہا کہ ان کو سبق سکھایا جائے۔ حضرت مفسر اعظم ہند نے روکا۔ انگلی پر کچھ پڑھ کر اس مسجد کی سمت اشارہ کیا اور پھر فرمایا سکون سے بیٹھ کر تقریر سنو ان شاء اللہ صبح تک یہ مائک اب نہ بولے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(روایت مولانا سلطان اشرف صاحب بہیڑی مشمولہ صد سالہ منظر اسلام نمبر قسط ۳،۴)

بہرکیف آپ کی تحریریں چونکہ بہت نفیس اور علمی وفنی نکات کے جلووں سے مزین ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے فقیر کو آپ کی تحریریں تلاش کر کے جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔ فقیر کے اس شوق کو دیکھتے ہوئے راقم کے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد قادری بہیڑوی مدظلہ العالی نے اپنی کتابوں کے ذخیرے سے کافی تلاش وجستجو کے بعد ''چہل حدیث'' کا ایک نسخہ نکال کر فقیر کے حوالے کیا۔ یہ نسخہ اعلیٰ حضرت کے چند رسائل کے مجلد مجموعہ کے بیچ میں کافی بوسیدہ حالت میں تھا۔ کئی جگہ سے دیمک نے اس کے صفحات کو کھالیا تھا۔ یہ نسخہ کتابچے سائز کے ۴۸ رصفحات پر مشتمل ہے۔ شروع اور آخر کا ٹائٹل پیج اس میں نہیں تھا۔ اس لئے یہ پتہ نہیں لگ پایا کہ یہ رسالہ کہاں سے شائع ہوا تھا۔ اس نسخہ کی ابتداء تسمیہ وتحمید سے ہوتی ہے اور اختتام و الصلوٰۃ و السلام علی محمد الخ پر ہوا ہے۔ ہم نے اسی نسخہ کو از سر نو کمپوزنگ کرا کر جدید انداز میں مرتب کیا ہے۔

اس ترتیب جدید میں راقم نے مندرجہ ذیل چیزوں کا اضافہ کیا ہے

(۱) کچھ صفحات میں جگہ جگہ سے کچھ جملے غائب تھے۔ سیاق وسباق سے عبارت کا

اندازہ لگا کر اپنی طرف سے الفاظ اور جملے بنا کر عبارت میں شامل کئے لیکن اپنے ان جملوں کو ہم نے ایک مخصوص قسم کے اس ﴿ ﴾ قوسین میں رکھ دیا ہے۔

(۲) پوری کتاب کی از سر نو کمپوزنگ کرا کر پیرا بندی کر کے حسب ضرورت سرخیاں لگائی ہیں۔

(۳) جدید رسم الخط اور آداب کتابت کا لحاظ کرتے ہوئے عصر حاضر کے مقتضی کے مطابق رسم الخط اور آداب کتاب کے لوازمات قومہ، قوسین وغیرہ کا مناسب جگہوں پر التزام کیا ہے۔

(۴) ہر حدیث کے اوپر مضمون کی مناسبت سے عنوان منتخب کر کے اس طرح کے مخصوص قوسین ﴿ ﴾ میں لکھا ہے۔

(۵) جہاں جہاں اپنی طرف سے تشریحی الفاظ وعبارات کا اضافہ کیا ہے انہیں اسی مخصوص قوسین ﴿ ﴾ میں رکھا ہے۔

(۶) تمام احادیث کریمہ اور اس کے ذیل میں وارد قرآن کریم کی آیات کی تخریج کردی ہے۔ اکثر احادیث کریمہ کی تخریج میں ہم نے شیخ جمال عیتانی کی تحقیق سے شائع ہونے والے مرقاۃ المفاتیح کے نسخے کی تخریج پر اعتماد کیا ہے۔

(۷) جن آیات کا ترجمہ حضرت مفسر اعظم ہند نے نہیں کیا تھا ان کا ترجمہ ہم نے کنز الایمان شریف سے نقل کر کے مخصوص قوسین ﴿ ﴾ میں رکھ دیا ہے۔

(۸) چونکہ ان احادیث کریمہ کو مشکوۃ المصابیح سے حضرت مفسر اعظم ہند نے لیا تھا اس لئے صاحب مشکوۃ خطیب تبریزی اور صاحب مصابیح امام بغوی کے بھی مختصر حالات ہم نے شامل کردیئے ہیں۔ ساتھ ہی مشکوۃ المصابیح کا بھی مختصر تعارف شامل کردیا ہے۔

(۹) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حالات بھی ''تعارف مصنف'' کے نام سے شامل کیے ہیں۔

(۱۰) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے احادیث کریمہ کا صرف ترجمہ نقل فرمایا تھا مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر اہل علم، علما اور خطباء کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے ان احادیث کریمہ کے عربی متن کو ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کر دیا ہے۔ نیز ان عربی حدیثوں کو ہم نے باکس میں رکھا ہے۔

"تلك عشرة كاملة". (ولله الحمد).

نوٹ:۔

☆ چونکہ ہر دور کے علماء اور ائمہ نے ''اربعین'' لکھ کر علم حدیث کے خادموں میں اپنا نام درج کرایا ہے اور اربعین کی فضیلت و بشارت کے استحقاق کی تمنا کی ہے۔ اس وجہ سے راقم نے بھی ان چالیس حدیثوں کے عربی متن کو اس کے ساتھ اس غرض سے جمع کر دیا کہ اس گنہگار، رزیل، روسیاہ اور بے مایہ کا بھی شمار ''علم حدیث'' کے ''خادموں'' میں ہو جائے۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے وسیلے اور اولیائے کرام کے طفیل ''راقم سیاہ کار'' کو بھی علم حدیث کے خادموں میں جگہ عنایت فرمائے۔

☆ چونکہ علما نے فرمایا ہے کہ ان چالیس حدیثوں کی نشر و اشاعت کرنا اور یہ چالیس حدیثیں چھپوا کر تقسیم کرنا مردوں کے لئے بہترین ایصال ثواب بھی ہے۔ علماء کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے راقم نے اپنی جمع کردہ عربی حدیثوں کے مجموعے کو "الاربعینة البركاتية" کا نام دے کر حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اربعین ''چہل حدیث'' کے ساتھ ضم کر دیا تا کہ اس کی نشر و اشاعت کے

سبب راقم کے والدین کی مغفرت ہو جائے۔

اس طرح حضرت مفسر اعظم ہند کی اس اربعین کو ہم نے " الاربعینة الجیلانیة" اور عربی متن پر مشتمل احادیث کریمہ کے اپنے مجموعہ کو" الاربعینة البرکاتیة" کے نام سے موسوم کیا ہے۔

اعتذار:۔ ترتیب جدید کے ساتھ ''چہل حدیث'' کا یہ مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔ چونکہ انتہائی کم مدت میں اس کی تخریج وترتیب میں عمل میں آئی ہے۔ صد سالہ عرس رضوی قریب ہے۔ اس کی تیاریوں اور تدریسی ذمہ داریوں کے باوجود تقریبا پانچ دن میں ہم نے اسے مرتب کیا ہے۔ مؤرخہ ۵/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو ہم نے یہ کام شروع کیا تھا جو اللہ کے فضل وکرم سے ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو مکمل ہو گیا۔ عجلت میں مرتب کئے جانے کی وجہ سے غلطیوں کے راہ پا جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر میں آئے تو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اظہار تشکر:۔ حضرت صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب مدظلہ العالی کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ آپ نے اس کی طباعت واشاعت کے اخراجات ادا فرمائے۔ آپ ہی کے حکم پر آپ کے دادا جان حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ نایاب رسالہ جدید ترتیب کے ساتھ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آرہا ہے۔ حضرت صاحب سجادہ کا یہ بھی حکم ہے کہ جشن صد سالہ کے موقع پر ہمارے دادا جان کا یہ رسالہ علمائے کرام کو بطور تحفہ نذر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر، صحت وتوانائی اور ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کے اقبال کو بلند فرمائے۔

ہم اپنے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری بہیڑوی مدظلہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر وہ یہ نایاب نسخہ ہمیں نہ دیتے تو حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا بے مثال، علمی نکات سے بھرپور یہ رسالہ منظر عام پر نہ آپاتا۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب قبلہ رضوی مدظلہ بھی ہماری جانب سے ڈھیروں شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کام پر ہمیں آمادہ بھی کیا، حوصلہ افزائی بھی کی اور سرپرستی بھی فرمائی۔ اخیر میں عالی جناب محترم مولانا محمود عالم فاروقی صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے شب و روز کی محنت کے بعد بہت جلد اس کی کمپوزنگ و تزئین کاری کی۔ اللہ تعالیٰ شاگرد رشید مولانا مفتی محمد ریاض الحسن منظری، نزیل حال ماریشس کے علم و فضل میں اضافہ فرمائے جنہوں نے کئی صفحات نہایت تیزی کے ساتھ کمپوز کر کے ہمیں ارسال کئے۔ مولانا محمد قمر رضا منظری، موریشس، مولانا محمد ندیم رضا منظری، موریشس اور مولانا ذیشان رضا منظری، موریشس کو بھی اللہ رب العزت جزاء عطا فرمائے کہ جنہوں نے اس رسالہ کو انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیائے سنیت میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

محمد سلیم بریلوی

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مؤرخہ ۱۴؍۱۰؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر